نمبر ۴۹ | مورخہ ۱۲ر اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء | یوم شنبہ | مطابق ۲۸ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور بدستور کام میں مصروف ہیں۔

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی معیت میں شملہ جانے کی وجہ سے نور ہسپتال کے انچارج جناب ڈاکٹر قاضی محبوب عالم صاحب امرتسری مقرر ہوئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے فن میں اعلیٰ قابلیت رکھنے کے علاوہ نہایت جفاکش خلیق اور ہمدرد ہیں۔ اس قدر قلیل عرصہ کے اندر قادیان میں آپ کو نہایت ہر دلعزیزی حاصل ہو گئی تھی۔ مگر افسوس کہ فی الحال آپ کے حالات نے اہل قادیان کی زبردست خواہش کے باوجود مستقل طور پر آپ کو یہاں رہنے کی اجازت نہیں دی۔ چنانچہ آپ ۱۲ر اکتوبر ۳۰ء کو واپس تشریف لے گئے۔

جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ۱۳ر اکتوبر سے دس دن کی رخصت پر اپنے وطن گئے ہیں۔ ان کی جگہ جناب مفتی محمد صادق صاحب قائم مقام ناظر اعلیٰ اور ناظر دعوۃ و تبلیغ ہیں۔

الفضل کا خاتم النبیّین نمبر تیار ہے

اس پرچہ کے شائع ہونے کے بعد دوسرے روز انشاء اللہ خاتم النبیین نمبر کے متعلق درخواستوں کی تعمیل شروع کر دی جائے گی۔ اور ہمیں امید ہے۔ کہ سب اصحاب کو وقت پر پیکٹ مل جائیں گے۔ اور وہ اس کی اشاعت و فروخت کے لئے کافی فرصت پائیں گے۔ ہم کوشش کرینگے کہ جو خطوط ہمیں ۲۲-۲۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء تک مل جائیں۔ ان کی بھی تعمیل کر دی جائے۔ اس لئے جن اصحاب کو مطلوبہ تعداد کی اطلاع میں ابھی تک تامل رہا ہے۔ وہ اب بذریعہ خطوط یا تار اطلاع دے دیں۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ واپس کوئی پرچہ نہیں لیا جائے گا۔ بڑی تعداد والوں کو بذریعہ ریلوے بھیجا جائے گا۔ اور رسید بلٹی بذریعہ رجسٹری روانہ ہو گی۔ جو ممکن ہے۔ ایک دو روز توقف سے ملے اس لئے اسٹیشن پر پہنچ کر پتہ لے لینا چاہیئے۔ کہ اخبار آ گیا ہے۔ یا نہیں۔

مینیجر الفضل قادیان

اخبار احمدیہ

تصحیح

۱۔ الفضل نمبر ۳۸ میں ولادت کے عنوان کے ماتحت لکھا گیا ہے۔ کہ حافظ غلام علی صاحب احمدی کو ایک بھائی نصیب ہوا ہے۔ حالانکہ انہیں ایک اور لڑکا نصیب ہوا ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔ خاکسار مرزا احمد حسین احمدی کوہاٹ

۲۔ نمبر ۴۳ مورخہ ۷ اکتوبر کے الفضل میں زیر ہیڈنگ "دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے" نمبر (۴) محمد سالم اکبر صاحب رکسوئی ضلع دربھنگہ موضع کا نام لکھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ صحیح نام موضع پرکھوپٹی ہے۔ محمد سالم اکبر

درخواست ہائے دعا

۱۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے تجارت میں ترقی و برکت دے اور موجودہ مالی تنگی سے جلد نجات دے۔ جو کہ میری زیر باری کا باعث بن رہی ہے۔ خاکسار اسماعیل آدم۔ بمبئی

۲۔ میرے ماموں صاحب عرصہ چار ماہ سے بیمار ہیں۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار مبارک احمد جامعہ احمدیہ قادیان

۳ خاکسار کچھ عرصہ سے بیکار اور بے روزگار ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ خداوند کریم مجھے جلد از جلد برسرِ روزگار کر دے نیز کسی دوست کو کوئی کام میرے لائق معلوم ہو۔ جو ہندوستان کے کسی بھی صوبہ میں ہو۔ تو مندرجہ ذیل پتہ پر مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔ خاکسار محمد شجاعت علی احمدی مکان نمبر ۶ کٹرا کھوٹی لین ڈاک خانہ بھوانی پور۔ کلکتہ

۴۔ عاجز کی تبدیلی ایک ایسی جگہ کرادی گئی ہے۔ جہاں مجھے نقصان اور تکلیف ہے۔ تبدیلی کی منسوخی کے لئے اپیل کی گئی ہے۔ حضرت اقدس اور بزرگانِ ملت سے دعا کی درخواست ہے۔ عاجز عبد الغفور خاں احمدی گھیسز ری کراچی

۵۔ جملہ احمدی برادران میری صحت اور دین اور دنیا میں کامیابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار ایم عبد اللہ احمدی اودریبر رنگون۔ ملک برہما

۶۔ میں عرصہ سے ایک خاص بیماری میں مبتلا ہوں۔ علاج بھی بہت کر چکا ہوں۔ مگر صحت نہیں ہوئی۔ احباب صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار۔ م۔ ج۔ د۔ ضلع سرگودہ

۷۔ میری ہمشیرہ صاحبہ بیمار ہیں۔ احباب ان کے لئے دعائے صحت فرمائیں۔ میں چند اہم مشکلات میں ہوں۔ میرے لئے بھی دعا فرمائیں۔ خدا رفع کرے۔

خاکسار نذیر احمد احمدی نارووال

۸۔ میرے بچہ کو اگرچہ پہلے سے افاقہ ہے۔ لیکن ابھی کلی صحت نہیں ہوئی۔ احباب دعا فرماتے رہیں۔ خاکسار عبد الرحمن امیر جماعت احمدیہ انبالہ

۹۔ محمد علی صاحب احمدی کلیاں پور۔ ضلع لائل پور کی اہلیہ عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں

خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سکرٹری قادیان

۱۰۔ برادرم محمد افضل تپ دق سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ عبد الرحمن شاکر۔ قادیان

اعلان نکاح

۱۔ میاں محمد عبد اللہ ولد میاں امام الدین صاحب قوم بافندہ ساکن موضع انبہ ضلع شیخوپورہ کا نکاح مسماۃ عائشہ بی بی بنت میاں عبد الرحمن قوم بافندہ ساکن موضع بھوئے وال ضلع شیخوپورہ کے ساتھ مولوی سید سردار شاہ صاحب نے مسجد مبارک میں بعد نماز عصر مورخہ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو بعوض مہر مبلغ ۳۲۰ روپے پڑھا۔ مہر میں سے ایک سو نقد ادا کئے گئے۔ ناظر امور عامہ قادیان

۲ مسماۃ امۃ المجید بنت بابو فضل احمد صاحب مرحوم کا نکاح ۵۰۰۔ روپیہ مہر پر غلام حیدر صاحب ولد عبد اللہ صاحب سکنہ بدوملہی کے ساتھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو حضرت مولوی سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ خاکسار نور احمد حنیف قادیان۔

ولادت

۱۔ میرے برادر عزیز محمد شفیع خان صاحب شیخوپورہ کے ہاں ۱۷۔ ستمبر ۱۹۳۰ء کو لڑکی تولد ہوئی ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ خاکسار عنایت اللہ خان فیض اللہ چک

۲۔ میرے لڑکے نصیر احمد سینیٹری انسپکٹر ریلوے وزیرآباد کے ہاں اللہ تعالیٰ نے تین لڑکیوں کے بعد لڑکا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضرت صاحب نے حفیظ احمد رکھا ہے۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کو نیک صالح اور خادم دین بنائے۔ آمین

خاکسار۔ نور الدین پنشنر قادیان۔

۳ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا کیا ہے۔ احباب عزیز کی درازیٔ عمر و خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ عزیز کا نام حضرت اقدس نے مجید اللہ تجویز فرمایا ہے۔ میں اس تقریب پر کسی غریب کے نام الفضل چھ ماہ تک جاری کراتا ہوں

خاکسار فیض اللہ۔ ضلع ڈیرہ غازی خاں

دعائے مغفرت

۱۔ میری اہلیہ ۳۰۔ ستمبر ۱۹۳۰ء کو فوت ہو گئی ہے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار شیخ محمد ابراہیم ٹھیکہ دار پسرور

۲۔ عموی چوہدری نظیر حسن صاحب بھٹی ساکن جنڈیالہ باغوالہ ضلع گوجرانوالہ کی اہلیہ صاحبہ مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو وفات پا گئی ہیں۔ جملہ احباب سے درخواست ہے۔ کہ مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھیں اور دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار فیض احمد بھٹی کاتب الفضل قادیان

۳ چوہدری کرم الٰہی صاحب احمدی ۱۲ اکتوبر کو فوت ہو گئے ہیں۔ برادران ملت سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ مرحوم میں سلسلہ کی مالی خدمت کا ایک خاص جوش تھا۔ خاکسار سید لال شاہ احمدی امیر جماعت کرم پورہ

۴۔ میرا عزیز بچہ محمد بشیر خاں ۲۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو راہی عالم بقا ہوا۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار محمد منیر خاں کوئٹہ

۵ میرا نوجوان بھائی احمد حسن ۶ ستمبر کو اپنے مولا کریم سے جا ملا احباب سے درخواست ہے۔ کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار محمد حسن آڈیٹر کوہاٹ

۶۔ خاکسار کی لڑکی موضع کگرالی تحصیل و ضلع گجرات میں پیدا ہوئی اور دس روز کے بعد فوت ہو گئی۔ تمام احمدی برادران سے عرض ہے۔ کہ مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھیں۔ کیونکہ میری اہلیہ کے ماں باپ غیر احمدی ہیں۔ خاکسار محمد افضل خاں کلرک سید شیخوپورہ گجرات)

۷ میرے ایک دوست ڈاکٹر عبد الکریم صاحب احمدی کی عدم موجودگی میں اُن کی دختر جس کی عمر قریباً پونے دو سال کی تھی۔ گوجروال میں فوت ہو گئی ہے۔ اس گاؤں میں کوئی اور احمدی نہیں ہے۔ اس لئے بحیثیت اُن کا دوست ہونے کے اگرچہ عقائد سے اختلاف ہے۔ مستدعی ہوں۔ کہ چونکہ ڈاکٹر صاحب خود یہاں نہیں تھے لہٰذا جملہ احمدی صاحبان اپنی اپنی جگہ عزیزہ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھ کر عزیزہ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار شیخ محمد الدین سب پوسٹماسٹر گوجروال اہل سنت والجماعت

نظارت بیت المال کا ضروری اعلان

ہمیں بعض تحریرات کے ذریعہ معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض احباب جن کے پاس چندہ کی رقم ہوتی ہے۔ وہ چندہ کی رقم کو ناجائز طور پر خرچ کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ اسے اپنی ذاتی ملکیت خیال کر کے اہل ضرورت کو چندہ کی رقوم سے قرض دے دیتے ہیں۔ اور بعض اپنے مصرف میں لاتے ہیں۔ ایسے احباب کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ یہ کار روائی درست نہیں ہے۔ کوئی شخص چندہ کی رقوم سے خرچ کرنے یا قرضہ دینے کا مجاز نہیں ہے۔ اس کی حیثیت صرف ایک امین کی ہے۔ نہ کہ مالک کی۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ چندہ وصول کر کے مرکز میں بھیجدیں۔ اسے اپنے پاس جمع نہ رکھیں اور نہ خرچ کریں۔

ناظر بیت المال قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

حکومت پنجاب کی وزارتیں

ہندو اخبارات کی تشویشناک روش

حکومت پنجاب کی وزارتوں کا فیصلہ ہو گیا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ مسلمانوں کی داد رسی ہوئی۔ یعنی گورنر صاحب پنجاب نے نہایت دانشمندی سے کام لیا۔ اور حسن تدبر کا ثبوت دیتے ہوئے لالہ منوہر لال جیسے متعصب اور مسلم کش شخص کو نظام حکومت میں شامل نہ کیا۔ اور مسلمانوں کے متحدہ و متفقہ مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے ایک مسلمان یعنی ملک فیروز خاں صاحب نون کو وزارت تعلیم کا قلمدان سپرد کر دیا۔

یہ تقرر جہاں اس لحاظ سے اطمینان بخش اور خوشکن ہے۔ کہ پنجاب کی اکثریت کے مطالبہ کو پورا کیا گیا ہے۔ وہاں اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ گورنمنٹ نے بھی لالہ منوہر لال کی وزارت کو مسلمانوں کے لئے تباہ کن تسلیم کر لیا۔ اور اس نے ضروری سمجھا کہ یہ وزارت کسی مسلمان کے سپرد کی جائے۔ چنانچہ سابقہ وزارتوں میں جو مسلمان ممبر شامل تھا۔ اسے وزیر تعلیم بنا دیا گیا۔

ہم ملک فیروز خاں صاحب کو اس اعزاز پر مبارکباد عرض کرتے ہوئے ان کی خدمت میں یہ گذارش کر دینا بھی نہایت ضروری خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے عہد وزارت کو کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کریں۔ اور ہندوؤں کے شور و شر کی وجہ سے مسلمانوں کو ان کے حقوق سے محروم نہ رہنے دیں۔ ہندوؤں کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ جب وہ دیکھتے ہیں۔ کہ حکومت کا کوئی صیغہ مسلمانوں کو ملیامیٹ اور تباہ کرنے میں ان کے ساتھ تعاون نہیں کرتا۔ تو وہ اس کے خلاف شور و شر کا ایک طوفان بپا کر دیتے ہیں۔ اور ہمارے سامنے ایسی مثالیں موجود ہیں۔ کہ بعض کمزور طبع مسلمان افسر محض ان کے پروپیگنڈا کے خوف سے اور اس خیال سے کہ بدنامی نہ ہو مسلمانوں کا گلا کاٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہندوؤں کے منہ پر مہر خاموشی لگا سکیں۔ لیکن یہ مسلمہ بات ہے۔ کہ آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک است ملک صاحب سے ہم یہی کہیں گے۔ کہ وہ کوئی ناانصافی نہ کریں مسلمانوں کی بے جا رعایت کی تو ان سے توقع بھی نہیں۔ لیکن اتنا ضرور خیال رکھیں۔ کہ ان کے ساتھ ناانصافی نہ ہونے پائے۔ اور تعلیم میں پسماندہ اقوام کے لئے جو مراعات حکومت کی طرف سے دی گئی ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھانے کا انہیں پورا پورا موقعہ دیا جائے۔

لوکل سیلف گورنمنٹ کی وزارت ڈاکٹر گوکل چند صاحب نارنگ کے سپرد کی گئی ہے۔ آپ اگرچہ ہندو مہاسبھا کے صدر اور اپنی قوم کی بہتری کے لئے نہایت سرگرمی سے کام کرنے والے ہیں لیکن یہ کوئی جرم نہیں۔ اور اس کی بناء پر ہمیں ان پر کسی قسم کی بدظنی کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہم توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے منصب و مرتبت کا نہایت احترام کرتے ہوئے ہر قسم کی فرقہ پرستی اور جنبہ داری سے بالا رہیں گے۔ لیکن ابھی سے ہندو اخبارات نے انہیں جس رستہ پر لگانے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ وہ ہمارے لئے بے حد تشویشناک ہے۔ اور اس کے خلاف ابھی سے آواز بلند کرنا ہم اپنا ضروری فرض خیال کرتے ہیں۔

ملاپ ۱۷۔ اکتوبر لکھتا ہے:۔

"ڈاکٹر گوکل چند جی نارنگ کو لوکل سیلف گورنمنٹ کا وزیر بنایا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا ڈیپارٹمنٹ ہے جس کے ذریعہ میاں سر فضل حسین نے پنجاب کے ہندوؤں کو تباہ کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ اور ان کے وقار کو مٹی میں ملانے کی کئی تدبیریں کیں اور آخر کار ایک ایسا راستہ تجویز کیا جس سے پنجاب کے ہندو ہمیشہ کے لئے دب جائیں۔ اور انہیں اٹھنے کا کبھی موقعہ نہ مل سکے یہ کہنا مشکل ہے۔ کہ میاں سر فضل حسین کے بوئے ہوئے کانٹے ڈاکٹر صاحب دور کر سکیں گے۔ یا نہیں۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ ان کانٹوں کی مزید نشو و نما کی اجازت نہ دیں گے"

ہندو اعداد و شمار کی بناء پر کوئی ایسی زیادتی ثابت نہیں کر سکتے۔ جو سر فضل حسین کی طرف سے ان پر ہوئی ہو۔ محض ایک مسلمان کو ایک ذمہ وار عہدہ پر فائز دیکھنے کی تاب و برداشت نہ رکھتے ہوئے انہوں نے اس کے متعلق بہتان طرازی شروع کر دی جس سے ایک تو یہ مقصد تھا۔ کہ اُسے نقصان پہنچایا جائے۔ اور دوسرے یہ کہ ہندو افسروں کو مشتعل کر کے مسلمانوں کے لئے ترقیات کے راستہ میں مشکلات پیدا کر دی جائیں۔ اور اب پھر انہی فرضی اور خود ساختہ مظالم کی داستان دہرا کر ڈاکٹر نارنگ صاحب کو مسلمانوں کا گلا کاٹنے پر آمادہ کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ تاہم ہمیں یہی توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ ڈاکٹر نارنگ اپنے منصب کا جائز احترام کریں گے اور ان تنگ خیال اور دشمنان ملک اخبارات کی باتوں میں آ کر اپنے عہد وزارت کو مسلمانوں کے لئے پریشان کن نہیں بننے دیں گے۔ لیکن اگر ڈاکٹر صاحب اس ہمدردانہ مشورہ کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ تو انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ اب مسلمان وہ نہیں ہے۔ جو اپنے حقوق غصب ہونے پر خاموش بیٹھے رہیں۔ وہ کسی قسم کی چیرہ دستی برداشت نہ کریں گے۔ لالہ منوہر لال کا حشر ڈاکٹر صاحب کے پیش نظر رہنا چاہیئے۔ اور اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

یہ مضمون نامکمل رہے گا۔ اگر سردار جوگندر سنگھ صاحب کا ذکر نہ کیا جائے۔ پنجاب میں آپ کا عہد وزارت بہت طویل ہے لیکن اس کی مسلم آزاری اس کی طوالت سے بھی بہت بڑھی ہوئی ہے ان کے عہد وزارت کے گذشتہ دور کی یاد مسلمانوں کے لئے سخت رنجیدہ ہے۔ جس کا اظہار بھی وقتاً فوقتاً ہوتا رہا ہے۔ مگر چونکہ لالہ منوہر لال کی مسلم کشی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ اس لئے اس کے مقابل میں اسے زیادہ اہمیت نہیں دی گئی۔

اب ہم ان سے صرف اسی قدر عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ وزارت کی تجدید کے ساتھ اگر وہ اپنی روش میں تبدیلی کر لیں۔ تو یہ نہایت موزون اور مناسب ہوگا۔ مسلمانوں کو ان سے کوئی عناد یا عداوت نہیں۔ اگر وہ ان سے ناانصافی ترک کر دیں۔ تو کسی قسم کے تعرض کی ضرورت نہیں۔ بلکہ وہ اُن سے تعاون اور ان کے کام میں سہولتیں پیدا کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ حکومت کے عہدے کسی کی جدی وراثت یا جاگیر نہیں قرار نہیں پا سکتے۔ زیادہ سے زیادہ ان کی مدت چند سال ہی ہو سکتی ہے پھر کس قدر افسوس کی بات ہے۔ اگر اس چند روزہ اقتدار کو ملک کے لئے کسی بہتری یا فائدہ کا موجب بنانے کے اسے ہمسایہ اقوام کی مستقل تفریق اور منافرت کا موجب بنایا جائے۔

ڈی۔ اے۔ وی کالج کے طلباء پر پولیس کا حملہ

مقدمہ سازش لاہور کے فیصلہ کے خلاف پروٹسٹ کرنے کے لئے لاہور میں جو مظاہرات ہوئے۔ ان کے سلسلہ میں پولیس اور ڈی۔ اے۔ وی کالج کے طلباء میں کچھ جھڑپ ہو گئی ڈی۔ اے۔ وی کالج کے عین سامنے پولیس کا دفتر ہے۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کا بیان ہے۔ کہ کالج کے طلباء نے کمپاؤنڈ میں کھڑے ہو کر سینیر سپرنٹنڈنٹ پولیس پر آوازے کسے۔ اور اس کا مضحکہ اڑایا۔ اور تنبیہ کے باوجود اس سے باز نہ آئے۔ اس پر پولیس کے چند سپاہیوں نے کالج کمپاؤنڈ کے اندر جا کر ان کو منتشر کر دیا۔

لیکن ہندو اخبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کالج کے سامنے جب ہجوم پر پولیس نے لاٹھی چلائی۔ تو یہ لڑکے بھاگ کر اپنے کالج میں آ گھسے۔ اور پولیس ان کے تعاقب میں اندر آ گئی۔ اور ان پر لاٹھیوں سے حملہ کیا۔

اب تمام ہندو پریس نے اس کے خلاف ایک جہاد شروع کر رکھا ہے۔ بلکہ مختلف مقامات کی آریہ سماجیں اس کی مذمت کی قراردادیں پاس کر رہی ہیں۔ اور کالج کے منتظمین نے دیوانی اور فوجداری مقدمات دائر کر دینے کی بھی دھمکی دی ہے۔ انہیں اختیار ہے۔ کہ اس سلسلہ میں جو کچھ مناسب سمجھیں کریں۔ کوئی انہیں اس سے باز نہیں رکھ سکتا۔ لیکن یہ امر نہایت ہی عجیب ہے کہ ہندو اخبارات پنجاب یونیورسٹی پر زور دے رہے ہیں۔ کہ وہ پولیس کے خلاف ایکشن لے۔

ممکن ہے۔ یونیورسٹی میں ہندو عنصر کی وجہ سے انہیں یہ کہنے کی جرأت ہوئی ہو۔ لیکن اس میں یونیورسٹی کی مداخلت کسی طرح بھی مناسب نہیں کہی جا سکتی۔ یہ معاملہ بالکل سیاسی نوعیت کا ہے۔ اور پولیس کا حملہ طلباء کے سیاسیات میں حصہ لینے کی وجہ سے ہی ہے۔ یونیورسٹی کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں اگر طلباء ایسے کاموں میں یونیورسٹی کی ہدایات کے ماتحت شامل ہوتے۔ تو البتہ یونیورسٹی کو اس میں دخل دینا چاہئیے تھا۔ لیکن اب کہ یہ شرکت سراسر یونیورسٹی کے منشاء کے خلاف ہے۔ اسے معاملہ میں مداخلت کرنے کے لئے مجبور کرنا کسی طرح بھی جائز اور مناسب نہیں۔

صحیح تناسب آبادی پر پردہ ڈالنے کے ارادے

ہندوؤں کو اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ ہندوستان میں ان کی تعداد روز بروز کم ہو رہی ہے۔ اور ہر مردم شماری کے موقعہ پر وہ پہلے سے کم ہو جاتے ہیں۔ اس حقیقت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں یہ دیکھتے ہوئے کہ اچھوت اس بار اپنے آپ کو علیحدہ قوم تسلیم کرانے پر تلے ہوئے ہیں۔ انہیں اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے۔ کہ اس مردم شماری میں وہ بہت کم رہ جائیں گے۔ اور تناسب آبادی کے لحاظ سے انہیں بعض حقوق بھی چھوڑنے پڑیں گے۔

لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ہندو جیسی مستعد قوم اس آنے والے خطرہ سے غافل بیٹھی ہو۔ وہ ضرور کچھ نہ کچھ انتظام کر رہی ہوگی۔ اور اگر یہ خبر صحیح ہے۔ کہ:-

"پنڈت موتی لال نہرو کے روبرو یہ تجویز پیش کی جا رہی ہے۔ کہ لوگوں کو مردم شماری کا ہمہ گیر مقاطعہ کرنا چاہئیے اور اس سلسلہ میں ان سے جو سوالات کئے جائیں۔ ان کا کوئی جواب نہ دیں"۔ (انقلاب ۱۸ - اکتوبر)

تو ہندوؤں کی عقل و فہم کی داد دینی چاہئیے۔ کہ وہ ایک ایسا راستہ نکالنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جس سے ملک کے اندر ان کی آبادی کا صحیح تناسب معلوم ہی نہ ہو سکے۔ اور ان کی اکثریت بدستور رہے۔

کانگریس کا پروگرام اور ٹربیون

ٹربیون ہندوؤں کا ایک با اثر انگریزی اخبار ہے۔ جو کانگریسی تحریک کا بہت حد تک مؤید و مددگار ہے۔ اس نے اپنے ایک مقالہ افتتاحیہ میں کانگریس کے پروگرام پر تنقید کی ہے اور لکھا ہے۔ کہ:-

"کانگریس کے گذشتہ ششماہیہ پروگرام نے اس کی کمزوریوں کا راز طشت از بام کر دیا ہے۔ تعلیمی درسگاہوں کو پکٹنگ کے ذریعہ بند کرنا بڑی بھاری غلطی تھی۔ یہ بھی تدبر کے قطعاً خلاف تھا۔ کہ ملک کے تمام بڑے بڑے لیڈر یکدم جیلوں میں چلے گئے۔ اور کانگریس کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھ میں رہی۔ جو اخلاقی۔ سیاسی۔ ذہنی لحاظ سے مقابلۃً ادنےٰ حیثیت کے تھے۔ ایسے ہی کم عمر بچوں نوجوانوں کو جو اس جنگ میں آزادانہ طریق پر حصہ لینے کے لئے کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ یہ بھی قرین دانش نہیں۔ ایسے لوگوں کو بھی اس جنگ میں شامل کر دیا گیا۔ جنہیں اتنی سمجھ بھی نہیں کہ کانگریس کا نقطہ نگاہ کیا ہے"۔

اگر کانگریس کے ہمدردوں کی یہ رائے اس کے پروگرام کے متعلق ہو۔ تو جو لوگ اس سے اصولی اختلاف رکھتے ہیں۔ وہ تو اُسے جس نظر سے دیکھتے ہونگے۔ وہ ظاہر و باہر ہے۔ مگر افسوس کہ کانگریس والے کسی بڑے سے بڑے ہمدرد اور خیرخواہ کے مشورہ پر بھی عمل کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

سرحد میں سڑکوں کی تعمیر

ہندوستان کے اندر ہندو راج کے قیام کے راستہ میں ہندوؤں کے لئے سرحدی قبائل کا وجود ایک زبردست روک ہے۔ اور جب تک ان کے اندر جرأت و بہادری کے جذبات موجود ہیں۔ ہندو کبھی اطمینان کا سانس نہیں لے سکتے۔ اس لئے اس خطرہ کو دُور کرنے کے لئے انہوں نے یہ ضروری خیال کیا۔ کہ ان آزاد قبائل کو انگریزوں سے ٹکرا کر برباد کر دیا جائے۔

اس سے قبل بھی یہ قبائل سرحد پر شورش بپا کرتے رہتے تھے۔ لیکن وہ چونکہ عارضی ہوتی تھی۔ اور کبھی دیرپا ثابت نہیں ہوئی تھی اس لئے حکومت نے ان لوگوں کی آزادی کو سلب کر لینے کا مستقل ارادہ کبھی نہیں کیا تھا۔ لیکن اب کانگریس والوں نے چند ایک روپے خرچ کر ان غریب۔ بے سمجھ اور عاقبت نااندیش لوگوں کو بھڑکا کر ایسی صورت میں گورنمنٹ کے بالمقابل کھڑا کر دیا ہے کہ حکومت انہیں ہمیشہ کے لئے بے دست و پا کر دینے کے سوال پر نہایت سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔ بلکہ اس سلسلہ میں کام بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ سرحدی علاقہ میں سڑکوں کی تعمیر عملی طور پر شروع کی جا چکی ہے۔ اور اگر اس سکیم پر پوری طرح عملدرآمد ہو گیا۔ تو سمجھ لینا چاہئیے۔ کہ کانگریس اس پہلو سے بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور کمزور کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

اتحاد کی برکتیں

اس امر کے متعلق قطعاً کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ اتحاد ایک نہایت ہی بابرکت چیز ہے۔ جس کے ذریعہ کمزور سے کمزور جماعتیں اور اقوام بڑی بڑی طاقتوں اور قوتوں کو شکست دے سکتی ہیں۔ علم الدین کی لاش کے معاملہ میں مسلمان اس قوت کا مشاہدہ کر چکے ہیں اس معاملہ میں تقریباً تمام خیالات کے مسلمان متحد تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حکومت کو جھکنا پڑا۔ اور مسلمانوں کی بات مان لی گئی۔

اب پھر لالہ منوہر لال کے معاملہ میں اس کی ایک روشن مثال ظاہر ہوئی ہے۔ مسلمانوں نے متحدہ طور پر اس شخص سے بیزاری کا اعلان کیا۔ اور متفقہ طور پر یہ مطالبہ کیا۔ کہ اس کی جگہ کوئی مسلمان وزیر تعلیم مقرر کیا جائے۔ بظاہر حالات یہ مطالبہ پورا ہونا مشکل تھا۔ ہندوؤں کے اثر رسوخ اور حکومت کے ان کے پروپیگنڈا سے مرعوب ہو جانے کی متعدد مثالیں نظروں کے سامنے تھیں۔ اور بظاہر امید نہ کی جا سکتی تھی۔ کہ مسلمان اس مطالبہ میں کامیاب ہونگے۔ لیکن اتحاد کی برکت سے آخر ان کو نتیجہ حاصل ہو گیا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے بہت مدت سے یہ تحریک فرما رہے ہیں۔ کہ اگر مسلمان مذہبی اختلافات کو نظر انداز کر کے متفقہ اور مشترکہ امور میں اکٹھے ہو جایا کریں۔ تو غیر مسلموں کا انہیں زک پہنچانا ناممکن ہو جائے۔ اگر مسلمان ان واقعات پر غور کریں۔ تو انہیں اس تحریک کی معقولیت اور اس کا مفید ہونا پوری طرح سمجھ میں آ جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

کامیابی کا گُر

سورۂ فاتحہ کی ایک لطیف تفسیر

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۳۰ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

سورۂ فاتحہ میں خدا تعالےٰ نے بتایا ہے۔ کہ

کامیابی چار باتوں پر منحصر

ہے۔ ان میں سے دو باتیں ایسی ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمہ لی ہیں۔ اور دو ایسی ہیں۔ جن میں سے آدھی تو بندے کے سپرد کی ہیں۔ اور آدھی اپنے ہاتھ میں رکھی ہیں۔ گویا ایک لحاظ سے چاروں باتیں خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہیں۔ اور ایک لحاظ سے چار اپنے ذمہ اور دو بندے کے ہاتھ میں رکھی ہیں۔

پہلی چیز

جو کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ یہ ہے۔ کہ انسان کے اندر وہ قابلیتیں موجود ہوں۔ جو کامیابی کے لئے ضروری ہیں۔ سو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الحمد للہ رب العٰلمین۔ یعنی ہر چیز کو نشو ونما دیکر ترقی دینے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ گویا کامیابی کے لئے جو پہلی چیز ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے انسان کو دی ہوئی ہے۔ کیونکہ ہم رب العٰلمین ہیں۔ اور ہر چیز جسے ہم نے پیدا کیا ہے۔ اس کی قابلیتیں بھی اس کے ساتھ دی ہیں۔

کامیابی کے لئے دوسری چیز

یہ ضروری ہوتی ہے۔ کہ انسان کے پاس سامان بھی موجود ہوں۔ ایک اچھا نجار یا اچھا لوہار بغیر اوزاروں کے کام نہیں کرسکتا۔ عمدہ سے عمدہ اور قابل سے قابل انجنیر بھی چونا اور اینٹ پتھر کے بغیر محل تیار نہیں کرسکتا۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم الرحمٰن ہیں جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ

ترقی کے تمام سامان

ہم نے مہیا کر دیئے ہیں۔ بلکہ انسان کی پیدایش سے بھی پہلے مہیا کر دیئے ہیں:

کامیابی کے لئے تیسری چیز

یہ ہے۔ کہ انسان محنت کرے۔ قابلیت بھی ہو۔ سامان بھی ہوں اور پھر وہ محنت بھی کرے۔ مگر محنت بھی اکیلے کام نہیں دے سکتی۔ جب تک اس کا نتیجہ برآمد نہ ہو۔ انجنیر بھی موجود ہو۔ اینٹ چونا وغیرہ سامان بھی موجود ہوں۔ مگر انجنیر کو تنخواہ دینے والا کوئی نہ ہو۔ تو بھی کام نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح لوہار ہو۔ لوہا ہو۔ مگر اس کی بنائی ہوئی چیزوں کو خریدنے والا کوئی نہ ہو۔ تو اس کی عقل نہیں ماری ہوئی۔ کہ وہ سارا دن کام کرتا رہے۔ یا پھر زمین ہو۔ پانی بھی ہو۔ اور زراعت کے تمام انتظامات مکمل ہوں۔ مگر ایک دانہ کے نشو ونما دانے نہ ہوں۔ تو زمیندار کو کیا چیٹی پڑی ہے۔ کہ وہ خواہ مخواہ گھر سے دانہ نکالکر باہر پھینک آئے۔ پس یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ لوگ کام نتیجہ کے لئے کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الرحیم۔ یعنی تم محنت کرو۔ مگر محنت چونکہ اس وقت تک نہیں ہوسکتی۔ جب تک کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو۔ اس لئے نتیجہ ہم نکال دینگے۔ گویا وہی صورت ہوئی۔ کہ سامان وغیرہ سب اپنے پاس سے دیئے۔ سکھایا۔ پڑھایا۔ اور پھر فرمایا۔ کہ جاؤ محنت مزدوری تم کرو۔ اور نتیجہ ہم نکالدینگے۔ یعنی تنخواہ ہم دینگے۔

چوتھی چیز کامیابی کے لئے

یہ ضروری ہے۔ کہ انسان جس طرح انفرادی طور پر کوئی کام کرتا ہے۔ اسی طرح قومی طور پر بھی اس کی اعانت کرنے والے ہوں۔ انسان مدنی الطبع ہے یعنی کامیابی کے لئے دوسروں کے تعاون کا محتاج ہے۔ ایک سپاہی کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔ اگر اس کے ساتھی ٹھیک نہ ہونگے۔ تو وہ لڑائی نہیں کرسکتا۔ یا کوئی اچھا تاجر ہو۔ مگر جب تک اسے سہارا دینے والے اور تاجر ملک یا شہر میں نہ ہوں اس وقت تک وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔

غرضیکہ کوئی ایسا پیشہ نہیں۔ جو

جتھہ کے بغیر

کامیاب ہوسکے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ پرانے زمانہ میں لوگ قومی طور پر پیشے اختیار کرتے تھے۔ تا جتھہ بن سکے۔ ہر کام جو انسان کرتا ہے۔ اس کا ایک ذاتی نتیجہ ہوتا ہے۔ اور ایک قومی۔ اور ذاتی تو خواہ کام کرنے والے کو مل بھی جائے۔ مگر اس کی کامیابی انتہا کو نہیں پہنچ سکتی۔ جب تک قومی طور پر اس کا کوئی جتھہ نہ ہو۔ ایک شخص اگر پڑھتا۔ اور اعلےٰ تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اس کا ایک فائدہ تو اس کی ذات کو ہوگا۔ یعنی اسے علم حاصل ہوگا۔ اور پھر تنخواہ بھی ملے گی۔ تو یہ ذاتی فائدہ ہے۔ لیکن ایک فائدہ اسے قومی طور پر ہوگا۔ اور وہ یہ کہ جس قوم کے زیادہ لوگ بڑھ جائینگے۔ اسے

مجموعی طور پر عزت

حاصل ہوگی۔ جیسے موجودہ حکومت میں ہندوؤں کو حاصل ہے۔ گویا ایک ہندو کے تعلیم حاصل کرنے سے ایک تو اس کی ذات کو فائدہ پہنچا اور ایک ہندو قوم کو۔ ایک شخص انجنیری کی تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا۔ کہ اسے ہزار دو ہزار تنخواہ ملیگی۔ اور ایک یہ کہ اس کی قوم کے سرکاری ملازموں میں اضافہ ہوگا۔ اور جس قوم کی تعداد اس طرح زیادہ ہوگی۔ اس کی آواز کو ایسی توجہ سے سُنا جائیگا جس سے اوروں کی نہیں سُنی جاتی۔ تو چوتھی چیز جو کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ وہ

قومی جتھہ اور قومی عزت

ہے۔ مسلمانوں میں بہت قابل تاجر موجود ہیں۔ لیکن اگر وہ ایسے علاقہ میں چلے جائیں۔ جہاں مسلمانوں میں تجارت کا رواج نہیں۔ تو وہ ٹوٹ جاتے ہیں۔ منڈی میں ہندو تاجر اکٹھے ہوکر بھاؤ گرا

دیتے ہیں۔ اور اسے فیل کر دیتے ہیں۔ کیونکہ اس کے ساتھ جتھہ نہیں ہوتا۔ تو کسی کام کا عارضی نتیجہ تو اپنی ذات کے لئے ہوتا ہے۔ لیکن مستقل قوم کے لئے ہی ہوتا ہے۔ کہتے ہیں۔ ایک بادشاہ گذر رہا تھا۔ اس نے دیکھا۔ کہ ایک بوڑھا ایک ایسا درخت لگا رہا ہے۔ جو بہت دیر میں پھل دینے والا تھا۔ اس نے اسے کہا۔ کہ بوڑھے تو کیوں وقت ضائع کرتا ہے۔ اس درخت کے تیری زندگی میں پھل دینے کی کوئی توقع نہیں۔ اس لئے تو اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ بوڑھے نے جواب دیا۔ کہ اگر ہمارے باپ دادا بھی یہی خیال کرتے۔ تو ہم آج مختلف پھل کس طرح کھا سکتے۔ انہوں نے درخت لگائے۔ اور ہم نے کھائے۔ اور ہمارے لگائے ہوئے درختوں کے پھل ہماری آیندہ نسلیں کھائینگی۔ بادشاہ کو یہ بات پسند آئی۔ اور اس نے کہا زِہ۔ یعنی کیا ہی اچھی بات ہے۔ اور اس کا وزیر کو حکم تھا۔ کہ جب میں کسی کے متعلق زِہ کہوں۔ اُسے فوراً ایک ہزار اشرفی انعام میں دے دی جائے۔ تو وزیر نے ایک ہزار پونڈ کا توڑا اُس بڈھے کو دیدیا۔ اس نے جھٹ بادشاہ سے کہا۔ کہ دیکھ لیا آپ نے لوگوں کے لگائے ہوئے درخت تو مدتوں کے بعد پھل لاتے ہیں۔ مگر میرے درخت نے لگاتے ہی پھل دیدیا۔ بادشاہ نے پھر زِہ کہا۔ وزیر نے دوسرا توڑا بوڑھے کے حوالے کیا۔ بوڑھے نے کہا۔ کہ دوسروں کے درخت تو زیادہ سے زیادہ ایکمرتبہ سال میں پھل دیتے ہیں۔ مگر میرے درخت نے ذرا سی دیر میں دو دفعہ پھل دے دیا۔ بادشاہ نے پھر زِہ کہا۔ وزیر نے تیسرا توڑا بوڑھے کو دیا۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا۔ چلو۔ یہ بوڑھا تو ہمیں لُوٹ لیگا۔ تو کئی کام ایسے ہوتے ہیں۔ جن کا ذاتی نتیجہ تو تھوڑا ہوتا ہے۔ مگر قومی بہت ہوتا ہے۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ جن کا فائدہ قوم کو ہی پہنچتا ہے۔ مگر کامیابی کے لئے انہیں کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ ایک سپاہی لڑائی پر جاتا ہے۔ وہ بخوبی جانتا ہے۔ کہ اگر میں مارا گیا۔ تو مجھے اس کا کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اور اگر ساری دنیا کی بادشاہت بھی اس کی قوم کے ہاتھ میں آجائے۔ تو اسے کیا فائدہ۔ لیکن پھر بھی

قومی مفاد کے لئے

اس کا لڑائی پر جانا ضروری ہوتا ہے۔ پھر بعض کام ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن سے خاص طور پر قومی فائدہ ملحوظ نہیں ہوتا۔ مگر قوم کو بھی اس سے فائدہ پہنچ ضرور جاتا ہے۔ مثلاً ایک موجد ہے۔ وہ اس لئے ایجاد کے لئے محنت کرتا ہے۔ کہ عزت حاصل ہو۔ رُتبہ ملے۔ اور بنی نوع کو فائدہ پہنچے۔ لیکن جب اس کے نام کی شہرت ہوتی ہے۔ تو ساتھ ہی اس کے ملک اور قوم کی بھی شہرت ہو جاتی ہے۔

پس ہر کام کے دو انجام ہوتے ہیں۔ ذاتی اور قومی اور

اصل اور حقیقی فائدہ

وہی ہے۔ جو قومی ہو۔ اِس لئے مالک یوم الدین کے بعد فرمایا۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ کیونکہ اصل نتیجہ وہی ہے۔ جو قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ اور اسی لئے یہاں مفرد کا نہیں۔ بلکہ جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ اور اس سے یہ بتایا۔ کہ ایسے نتائج جو بحیثیت مجموعی نکلتے ہیں۔ وہ بھی ہم نکالتے ہیں۔ مگر ضروری ہے۔ کہ

بندہ یقین رکھے

مالک یوم الدین کا تعلق ایمان سے ہے۔ کیونکہ غیب میں رہنے والی چیز کے لئے عمل نہیں ایمان ہی ہوتا ہے۔ پس دو کام خدا تعالےٰ نے بندے کے رکھے ہیں۔ کہ محنت کرے۔ اور یہ یقین رکھے۔ کہ اللہ تعالےٰ ضائع نہیں کریگا۔ اور چار اپنے بتائے ہیں۔ ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت

اور صفات کاملہ پر ایمان

لانے کے نتیجہ میں قوم کو بڑھانا اور معزز بنانا۔ لیکن دنیا میں بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو محض اس وجہ سے ناکام رہتے ہیں۔ کہ اپنی قابلیتوں کا انکار کر دیتے ہیں۔ بعض اہل فن خود اپنے پیشوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ ایک وکیل کبھی یہ بات نہیں کہے گا۔ کہ مجھ سے قابلیت میں کوئی بڑھا ہوا ہے۔ وہ یہی کہیگا۔ کہ قسمت کی بات ہے۔ فلاں کو روپیہ زیادہ مل گیا۔ لیکن قابلیت میں وہ میرا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتا۔ لیکن بعض قومیں ایسی بھی ہیں جو خود

اپنی قابلیتوں کا انکار

کرتی ہیں۔ اگر کسی سانسی یا چوہڑے سے کہو۔ کہ تم بھی ویسے ہی انسان ہو۔ جیسے ایک برہمن تو وہ فوراً کہہ اُٹھیگا۔ کہ نہیں جی۔ ہم ان کا مقابلہ کہاں کر سکتے ہیں۔ خدا نے اُنہیں معزز پیدا کیا ہے۔ اور چونکہ وہ اپنی قابلیت کا انکار کر دیتے ہیں۔ اِس لئے ناکام ہی رہتے ہیں۔ ہماری جماعت کے بھی بعض لوگ ایسے ہیں۔ کہ اگر انہیں کہا جائے۔ تبلیغ کرو۔ تو وہ کہدیتے ہیں۔ ہم میں قابلیت نہیں۔ یا پھر یہ کہ ہماری سنتا کوئی نہیں۔ پھر بعض لوگ دنیا میں ایسے بھی ملتے ہیں۔ جو

رحمانیت کے منکر

ہوکر مایُوس ہو جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کس طرح کام شروع کریں۔ سامان نہیں ہیں۔ دنیا میں خدا تعالےٰ نے کتنی نعمتیں پیدا کی ہیں۔ مگر وہ یہی کہیں گے۔ کہ سامان نہیں۔ بعض اپنی جماعت کے دوست بھی اسی طرح کہدیتے ہیں۔ جب ان سے تبلیغ کرنے کو کہا جائے۔ تو وہ جواب دینگے۔ کہ ہمارے پاس کتابیں نہیں ہیں۔ فلاں فلاں کتاب ہو۔ تو پھر ہم تبلیغ کر سکتے ہیں۔ پہلے ذخائر جو موجود ہیں۔ ان سے تو وہ کوئی فائدہ اُٹھاتے نہیں۔ لیکن نیا لٹریچر نہ ملنے کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح مَیں نے بعض نادانوں سے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے اخبارات میں تو کچھ ہوتا ہی نہیں۔ اور ان کے پڑھنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ مَیں نے تو ان کو ہمیشہ یہی جواب دیا ہے۔ کہ مجھے تو ان سے فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ تمہاری عقل معلوم نہیں کیسی ہے۔ کہ تمہیں ان سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ تو یہ سب باتیں

سامان کا انکار

ہے۔ پھر بعض کہدیتے ہیں۔ ہمیں فرصت نہیں۔ حالانکہ یہ بالکل فضول بات ہے۔ اور اس کے معنے سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ ان کا دِل نہیں چاہتا۔ کچھ الفاظ لوگوں نے ایسے وضع کر لئے ہیں۔ جن کی آڑ میں اپنی کمزوری کو چھپا سکیں۔ ورنہ ایسا کہنے والے سو میں سے شاید ہی ایک آدمی ایسا ہو۔ جسے فی الواقع فرصت نہ ہو۔ مگر ننانوے ایسے ہیں۔ جن کا دِل نہیں چاہتا۔ مگر اپنے

نفس کو شرمندگی سے بچانے کے لئے

یہ لفظ انہوں نے بنایا ہوا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ انہیں بہت کام رہتے ہیں۔ لیکن اگر ان کے ساتھ چوبیس گھنٹے رہکر دیکھا جائے۔ تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ بارہ گھنٹے ضرور ہی ضائع کرتے ہیں۔ کبھی کہیں بیٹھے باتیں کرتے رہیں گے۔ کبھی گھر میں لیٹے رہیں گے۔ لیکن اگر کام کے لئے کہا جائے۔ تو یہی کہہ دیں گے۔ کہ ہمیں بالکل فرصت نہیں ملتی۔ تو یہ ایک ایسا لفظ ہے۔ جس کے معنے کوئی نہیں۔ پھر بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ وہ محنت بھی کرتے ہیں۔ مگر ان کے

دِل میں یقین اور اعتماد

نہیں ہوتا۔ کہ ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ بعض لوگ تبلیغ کر کے دوسروں کو تنگ کر دیتے ہیں۔ مگر خیال یہی کرتے ہیں۔ کہ ہماری کون مانتا ہے۔ اور جب پہلے فرض ہی یہی کر لیا جائے۔ کہ ہماری کوئی نہیں مانے گا۔ تو کامیابی کیا خاک ہوگی۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ انا عند ظن عبدی بی۔ یعنے میرا بندہ مجھ سے جیسی توقع رکھے۔ میں اس سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں۔ بعض اوقات بندہ کہتا ہے۔ مَیں مرگیا۔ تو فرشتے بھی یہ کہتے ہیں۔ کہ ہاں مرگیا۔ وہ کہتا ہے۔ مجھ پر سخت آفت آئی ہے۔ تو فرشتے بھی کہدیتے ہیں۔ کہ ہاں آگئی۔

تو بہت لوگ یہاں آکر فیل ہو جاتے ہیں۔ بلکہ کثرت سے اسی طرح فیل ہوتے ہیں۔ کہ انہیں خدا تعالیٰ پر یقین اور اعتماد نہیں ہوتا۔ کہ وہ ہماری مدد کریگا۔ اور ہم ناکام نہیں رہینگے۔ اِس

۶۵

یقین اور ایمان کی کمی

انسان کو نکما کر کے رکھدیتی ہے۔ اس کے برعکس بعض لوگ ان پڑھ اور جاہل ہوتے ہیں۔ مگر ان کے اندر ایسا یقین اور ایمان ہوتا ہے۔ جو

خدا کی محبت

کو کھینچ لیتا ہے۔ اور ان کے اندر ایسی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ جو بات کرتے ہیں۔ دوسرا خواہ مخواہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ یہ سچا ہے۔ مگر ایک اور انسان جس کے اندر یہ یقین اور ایمان نہیں ہوتا۔ وہ دلائل دیدے کر تھک جاتا ہے۔ مگر دوسرا یہی سمجھتا ہے۔ کہ یہ محض باتیں ہی باتیں ہیں۔ حقیقت کچھ نہیں۔

تو مالک یوم الدین جو آخری انجام ہے۔ وہی

اکثر لوگوں کی ناکامی

کا موجب ہو جاتا ہے۔ اور یہاں پہونچ کر ناکام ہونے والے کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے کوئی زینہ کے سرے پر پہونچکر پھسلے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ سرے پر پہونچکر نیچے گرنا سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ اگر ہماری جماعت کے دوست اپنے دلوں میں یہ یقین اور ایمان پیدا کریں۔ کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ ہم

خدا تعالےٰ کی بات

پیش کریں۔ اور سننے والا اُسے نہ مانے۔ تو تھوڑے ہی دنوں میں وہ محسوس کرینگے۔ کہ جو اثر دوسروں پر ہو رہا ہے۔ وہ پہلے نہیں تھا۔ ضروری ہے۔ کہ پہلے انسان کے اپنے دل میں یقین پیدا ہو۔ تب دوسرے پر بھی اس کا اثر ہوگا۔ جب اپنے دل میں ہی یہ یقین ہو۔ کہ دوسرے پر اثر کس طرح ہوگا؟ تو پھر کامیابی کس طرح ہو سکتی ہے؟ کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے۔ کہ

گیہوں سے گیہوں

پیدا ہوتا ہے۔ مٹی کے ڈھیلے سے گیہوں ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔

پس یہ صورت ہے۔ جس سے کامیاب ہونے کے لئے کام لینا چاہئے۔ یہ کہنا کہ ہم کامیاب نہیں ہونگے۔ انکسار نہیں بلکہ جھوٹ ہے۔ انکسار یہ ہے۔ کہ لوگوں میں اپنی بڑائی نہ کی جائے۔ یہ نہیں۔ کہ خدا سے بھی یہی کہے۔ کہ تو میرا مددگار نہیں ایک دفعہ غالباً پشاور کی جماعت جلسہ سے واپس جا رہی تھی۔ ان میں ایک نابینا حافظ صاحب بھی تھے۔ انہوں نے راستہ میں کہا۔ کہ میں یہ نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ایک شخص احمدی ہو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام احکام پر ایمان رکھتا ہو۔ اور پھر وہ اپنے متقی ہونے میں شک کرے۔ بعض دوست ان سے لڑ رہے تھے۔ کہ اس طرح کہنا ٹھیک نہیں۔ بندے کو ہمیشہ انکسار ہی کرنا چاہئے۔ اور خدا سے ڈرنا چاہئے۔ اس مجلس میں ایک عالم بھی بیٹھے تھے۔ ان سے اس مسئلہ میں فیصلہ کے لئے کہا گیا۔ تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ کہ میرے نزدیک ایسا کہنا کبر ہے۔ حافظ صاحب نے ان سے پوچھا۔ کہ کیا آپ اپنے آپ کو متقی نہیں کہتے۔ انہوں نے کہا۔ میں تو نہیں کہتا۔ اس پر حافظ صاحب نے کہا۔ کہ پھر میں تو آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھونگا۔ اور یہ جھگڑا چلتا رہا۔ دوسرے موقعہ پر وہ قادیان آئے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کے متعلق ذکر آیا۔ آپؑ نے فرمایا۔ کہ جو کچھ حافظ صاحب نے کہا۔ وہ صحیح ہے۔ جب انسان

خود اپنے آپ کو متقی

نہ سمجھتا۔ تو خدا کیوں سمجھے گا۔ پس چاہئے۔ کہ انسان پہلے اپنے آپ کو متقی بنانے کی کوشش کرے۔ اور پھر اپنے آپ کو متقی سمجھے لیکن کوشش بہت ضروری ہے۔

مومن اور متقی

دراصل ایک ہی نام ہے۔ لوگ یہ تو کہدیتے ہیں۔ کہ ہم اللہ کے فضل سے مومن ہیں۔ مگر اپنے آپ کو متقی کہنے سے وہ ڈرتے ہیں۔

یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اصل میں یقین ہی ہے۔ جو انسان سے کام کراتا ہے۔ اس کے بغیر کامیابی محال ہے۔ اسے اپنے دل سے نکال دو۔ تو تم محض ایک

قشر اور چھلکا

ہی رہ جاؤ گے۔ لیکن اگر تقویٰ اپنے اندر پیدا کیرو۔ تو اگر قشر بھی رہ گئے ہونگے۔ تو پھر تمہارے اندر روح پیدا ہو جائے گی۔ کیونکہ اصل چیز بیج ہی ہے۔ اس لئے اسے اپنے اندر پیدا کرنے اور محفوظ رکھنے کی کوشش کرو۔ چھلکا اگر جل بھی چکا ہو۔ تو پھر پیدا ہو جاتا ہے۔ ظاہری قشر تلف ہو کر پھر پیدا ہو جاتے ہیں لیکن اگر جان نکل جائے۔ تو اسے کوئی واپس نہیں لا سکتا۔ انسان کے اندر خدا تعالےٰ نے قابلیتیں پیدا کی ہیں۔ چاہئے۔ کہ وہ انہیں استعمال کرے۔ اور محنت کرے۔ لیکن ساتھ ہی یقین اپنے دل میں پیدا کرے۔ کہ میرے کاموں میں

خدا تعالیٰ میرا مددگار

ہوگا۔ اور جب اس نے سچے دین کو اختیار کیا ہے۔ تو ممکن نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ اسے کامیاب نہ کرے*

۲۶ر اکتوبر

سیرت نبوی کے جلسوں کو کامیاب بنانا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ اب وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اس لئے ہر ایک دوست کوشش کرے۔ کہ وہ رسول پاک کے مقدس نام کو بلند کرنیکی سعادت زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکے*

نظارت اعلیٰ کا اعلان

امسال مجلس مشاورت کے موقعہ پر کمیشن کی سفارش پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ دو ناظر ایک وقت میں دورہ پر جایا کریں۔

چنانچہ مجلس مشاورت کے اس فیصلہ کی تعمیل میں دو ناظر صاحبان یعنی مولوی عبد المغنی خانصاحب ناظر بیت المال اور سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب قائم مقام ناظر تالیف و تصنیف جن کے دورہ کے پروگرام شایع ہو چکے ہیں۔ جا رہے ہیں۔ اور یہ ہر دو صاحبان دورہ کے دنوں میں تمام نظارتوں کے کام کی سر انجام دہی کے ذمہ وار ہونگے۔ ہر جگہ کی جماعتیں ناظر صاحبان کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے استقبال کا پیشگی انتظام کر رکھیں۔ اور ان کے ساتھ تعاون کر کے جس طرح بھی ہو سکے۔ اس دورہ کو ہر ایک رنگ میں مفید اور کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ اور تمام جماعتوں کے عہدہ داران کا فرض ہوگا۔ کہ ہر دو ناظر صاحبان جن جماعتوں میں جائیں۔ ان کے لئے پوری سہولتیں بہم پہونچائیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ اور ہماری سعیوں میں برکت ڈالے۔ آمین*

(محمد صادق عفی عنہ قائم مقام ناظرِ اعلےٰ قادیان)

جلسہ سالانہ پر خواتین کیلئے مقررات کی ضرورت

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جلسہ سالانہ دن بدن قریب آ رہا ہے۔ حسب معمول خواتین کے جلسہ کا انتظام بالکل علیحدہ ہوگا۔ اس میں تقریروں کے لئے قابل احمدی مقررات کی ضرورت ہے۔ سلسلہ کی جو خواتین جلسہ سالانہ میں شامل ہو کر لیکچر دے سکتی ہوں۔ ان کے نام دفتر دعوۃ و تبلیغ میں یکم نومبر ۱۹۳۰ء تک پہونچ جانے لازمی ہیں۔ تا کہ پروگرام تیار کیا جا سکے۔ نیز وہ اس امر کے متعلق اطلاع دیں۔ کہ وہ کس مضمون پر تقریر کرینگی کوئی مضمون آدھ گھنٹہ سے کم وقت کے لئے نہیں رکھا جائیگا اور یکم نومبر کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر افسوس ہے۔ کہ کوئی غور نہ ہو سکیگا۔ مرکزی اور بیرونی لجنہ اماء اللہ فوراً اس طرف توجہ کریں۔ خط و کتابت میں پتہ مکمل ہونا لازمی ہے*

قائم مقام ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

شذرات

پیغامی تحریک کے نشیب و فراز سے آگاہ اصحاب بلا تامل اس امر کی تصدیق کرینگے۔ کہ اہل پیغام کی حرکت و سکون۔ ان کے اعمال و افعال اور عقائد و خیالات کا محور یا نقطۂ مرکزی صرف "عداوت محمودؓ" ہے۔ روز اول سے اسی بنیاد پر اس عمارت کو کھڑا کیا گیا۔ اور ہنوز اسی کے سہارے اس کو قائم رکھا جا رہا ہے۔ ان دنوں اخبار "پیغام صلح" نے اس عمارت کو مستحکم کرنے کے لئے جو سلسلۂ کذب و افتراء شروع کر رکھا ہے۔ وہ نہایت مکروہ۔ گھناؤنا اور قابل نفرت ہے۔ یہ لوگ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام لیوا ہیں۔ ہم ان کو اپنے گم گشتہ بھائی یقین کرتے ہیں۔ ان کے لئے جائز تھا۔ کہ وہ باہمی مذہبی اختلافات کے حل کرنے کے لئے دلائل و براہین سے کام لیتے۔ اپنی تائید اور ہماری تردید میں اپنے بیانات شائع کرتے۔ دنیا کے عقلمند ان پر غور کرتے۔ لیکن کیا ضرور تھا۔ کہ وہ رشتہ و صدق و سداد کو توڑ کر جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام ہمام کے خلاف لایعنی باتوں کا طومار کھڑا کر دیتے۔ اور غلط بیانی سے کام لے کر عوام الناس میں نفرت پھیلاتے

میں "پیغام صلح" کا متواتر مطالعہ کرتا ہوں۔ تھوڑے عرصہ سے اس "مذہبی آرگن" نے جماعت احمدیہ کے خلاف "کار خاص" کا طعنہ دینا شروع کیا۔ یہ الزام اس اخبار کے صفحات میں بکرات و مرات دہرایا گیا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے اس کا جواب دیا گیا۔ اور اسے محض افترا بتا کر مدلل تردید کی گئی۔ معزز اخبار انقلاب نے بھی اس غیر شریفانہ فعل پر اس ہمعصر کو نفرین کی۔ مگر وہ اپنی ضد سے باز نہ آیا۔ میں حیران تھا۔ کہ یا الٰہی میں جماعت احمدیہ کے نظم و نسق سے بکلی واقف ہوں۔ ان کے عقائد و افعال میرے سامنے ہیں۔ اور پھر حکومت کا جماعت احمدیہ کے متعلق رویہ بھی واضح ہے۔ مذبح کا واقعہ ہمارے سامنے کی بات ہے۔ آخر وہ کونسی بات ہے جس پر ہمارے بھائی ہم کو یہ طعنہ دیتے ہیں۔ کیا ہم نے اپنے سخت سے سخت عقیدہ یا عمل کے اظہار میں کبھی تقیہ یا بزدلی سے کام لیا ہے۔ ہمارے اخبارات اور احمدیہ لٹریچر اس امر پر شاہد ناطق ہے۔ کہ جس بات کو ہم نے سچ جانا ہے اور جس کام کو کرنا ہم نے فرض سمجھا ہے۔ اس کے لئے ہم ہرگز اس قدر قربانی کرنے سے کبھی نہیں ہچکچائے۔ اس حقیقت ثابتہ کے پیش نظر "جماعت احمدیہ اور کار خاص" بالکل بے جوڑ نسبت ہے۔

حکومت اور اہل ملک کو خوب معلوم ہے۔ کہ ہم ہندوستان کی آزادی کے حامی ہیں۔ لیکن تشدد یا کانگرس کے اختیار کردہ امن شکن طریقوں سے اس کا حصول ناجائز سمجھتے ہیں۔ ہمارے عقیدہ میں ملک کا امن اور شہریت کا قیام بہت زیادہ قیمتی چیز ہے۔ اخلاق اور تمدن کی برقراری زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ قائم شدہ حکومت کے مخالف بغاوت مذہبًا ناجائز یقین کرتے ہیں۔ اس نظریہ کے ماتحت موجودہ شورش میں ہم نے برملا کانگرس کی مخالفت کی۔ اور تا بامکان کرینگے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ جب کانگرس ایک اعتقاد کے ماتحت پروپیگنڈا کر رہی ہے۔ تو ہم اپنے عقیدہ کے ماتحت پروپیگنڈا کرنے کے مجاز نہ ہوں۔ اس مسلک میں کانگرس سے نہ صرف ہم اختلاف رکھتے ہیں۔ بلکہ ہندوستان کے قریبًا سات کروڑ فرزندان توحید اس کے مخالف ہیں۔ اور ہر ایک گروہ نے حسب طاقت کانگرس کی مسموم فضاء کو صاف کرنے کے لئے جد و جہد کی ہے۔ کیونکہ یہ ملک اور ملک کے باشندوں کا سوال ہے۔ اس کو سرکار کا "کار خاص" کہکر مخلوق خدا کو مغالطہ دینا کسی مدعی حق و دیانت کو زیبا نہیں۔

میں نے اپنی حیرانی کو بعض سنجیدہ اہل پیغام کے سامنے بھی پیش کیا۔ تو سب کو "پیغام صلح" کے اس بر خود غلط دعویٰ میں متزلزل بلکہ اس سے بیزار پایا۔ اور اس کو اخبارات کی اسی روش کا ایک ادنے کرشمہ قرار دیا جس کے ماتحت قریبًا ہر اخبار اپنے مخالف کو "ٹوڈی" "سرکار پرست" یا پھر کانگرس کا زر خرید کہکر مطعون کرتا ہے۔ اگرچہ مذہب کے پردہ میں اس قسم کی "پالیسی" نہایت معیوب ہے۔ لیکن تاہم مجھے یہ معلوم ہو گیا۔ کہ اصحاب پیغام کا معقول پسند طبقہ بھی اس الزام کو محض "باد مخالف" سے تعبیر کرتا ہے۔ اس شذرہ کے ذریعہ سے ہم اصحاب لاہور کے پریذیڈنٹ جناب مولوی محمد علی صاحب سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ وہ لا تکتموا الشہادۃ کی وعید کو مدنظر رکھ کر بلّٰہ گواہی دیں۔ کہ کیا ان کے نزدیک واقعی جماعت احمدیہ کار خاص پر لگی ہوئی ہے۔ یا یہ محض عوام کو متنفر کرنے کا ایک ذریعہ بنایا گیا ہے۔ اور جس طرح غیر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سرکار پرستی کا طعن کیا کرتے تھے۔ آپ لوگ بھی "تشابہت قلوبھم" کی تصدیق میں ان کی تقلید کر رہے ہیں۔ یاد رہے۔ کہ ہم مولوی محمد علی صاحب سے اس باب میں ان کی شہادت کے بعد مباہلہ تک کے لئے تیار ہیں۔ تا پبلک پر حقیقت کا انکشاف ہو سکے۔ کیا اہل لاہور اور ان کے پریذیڈنٹ صاحب اس الزام پر یقین رکھتے ہیں؟

مجھے اس جگہ اس بحث میں جانے کی ضرورت نہیں کہ گورنمنٹ کی خفیہ رپورٹوں میں جو غیر مبایعین کے "کارہائے نمایاں" درج ہیں۔ یا جن بیانات کی وجہ سے گورنمنٹ اس گروہ کو قابل تعریف سمجھتی ہے۔ ان میں کسی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کا بھی دخل ہے۔ یا فی الواقع یہ لوگ گورنمنٹ کی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ کیونکہ ع محتسب را درونِ خانہ چہ کار۔ ہاں جس بات کا ہم ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ امر ہے۔ کہ گزشتہ دنوں جناب مولوی محمد علی صاحب نے "جماعت احمدیہ کی روش" کے عنوان سے ایک بلا تاریخ چیٹھی شائع کی تھی۔ جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ اس میں جناب نے تحریر فرمایا ہے۔

"ہم حکومت ہند کے فرمانبردار ہیں۔ اور جہاں ایک طرف ہم قومی تحریک سے پوری ہمدردی رکھتے ہیں وہاں دوسری طرف اس سیاسی شورش سے جو یہاں جاری ہے بالکل الگ تھلگ رہتے ہیں۔ اور اپنی تمام توجہات کو صرف مذہبی پروپیگنڈا کے کام کی طرف منعطف کئے ہوئے ہیں۔ اس حقیقت نفس الامری کو ہماری جماعت کے بعض دشمنوں کی طرف سے غلط طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ اور ہماری جماعت کو اس لئے برا کہا جاتا ہے۔ کہ ہم گویا کسی حکومت کے ایجنٹ ہیں۔ ہم بے شک اس حکومت کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ جس کے زیر سایہ زندگی بسر کریں۔ اس کے قوانین کی متابعت بھی ہم کرتے ہیں۔ لیکن ہم کسی بھی حکومت کے ایجنٹ یا وکیل نہیں ہیں۔"

ہم اہل پیغام کی عملی حالت سے قطع نظر کر کے اس اقتباس کو من وعن درست تسلیم کر لیتے ہیں۔

اس عبارت میں جناب مولوی صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ کہ بعض دشمن اہل پیغام کو کسی حکومت کے "ایجنٹ" تبلا کر انہیں بدنام کرتے ہیں۔ ہم آپ کی تحریر کے مطابق مان لیتے ہیں۔ کہ یہ لوگ کسی حکومت کے ایجنٹ نہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے۔ کہ جب آپ کے خلاف اس قسم کا الزام لگایا گیا۔ تو آپ نے ایسے طعن کنندوں کو دشمن قرار دیا۔ اور ان کی باتوں کو غلط بتلایا۔ لیکن جب آپ کے اخبار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ کے مطابق "خدا کے رسول کے تخت گاہ" (قادیان) اور ذریت طیبہ سے متعلق نیز سبیل المومنین کے متبع اکثر حصہ جماعت کو اسی طرز پر بدنام کیا جانے لگا۔ تو آپ خاموش رہے۔ کیا یہ نیکوکار لوگوں کا طریق ہے؟ ؎ ہرچہ بر خود مپسندی بر دیگراں مپسند۔ آپ حکومت کے مطیع و فرمانبردار اور بقول خود سیاسیات ہند سے علیحدہ ہیں۔ لیکن بایں ہمہ آپ حکومت ہند کے ایجنٹ نہیں۔ سو اور "بعض دشمنوں" کے اس ضمن میں سب دلائل قیاسات اور قرائن بجوے نیز زد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے اس کی تردید کر دی ہے۔ خدارا بتائیے۔ کہ جب ہم نے بار بار تردید کی۔ ہر رنگ میں اس الزام کا غلط ہونا ثابت کر دیا۔ تو کیوں اس کی تصدیق نہ کی گئی۔ لیکن آپ لوگ پھر بھی ان اتہامات سے باز نہیں آتے۔ اپنے لئے اور پیمانہ دوسروں کے لئے اور۔ ویل للمطففین۔

ہم "پیغام صلح" کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنی "ایجنٹی" کے خلاف اگر کوئی دلیل پیش کر سکتا ہے۔ تو کرے۔ ہم اس سے دُگنے دلائل ان کے اس ناپاک الزام کی تردید میں بیان کر چکے ہیں۔ اور موازنہ کے لئے پھر بھی درج کر دینگے۔ ہمارے ان بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اپنے اوپر الزام کی تردید کا یہ کوئی طریقہ نہیں۔ کہ دوسرے ناکردہ گناہ لوگوں کو بھی بدنام کیا جائے۔ اور پبلک کی توجہات کو دوسری طرف پھیر دیا جائے۔ اگرچہ ہمیں جناب مولوی محمد علی صاحب کی متذکرہ صدر تحریر کی موجودگی میں بدظنی کی گنجائش نہیں۔ اور نہ ہم بدظنی کرنا چاہتے ہیں لیکن صرف استفسار کی خاطر متعدد واقعات میں سے صرف ایک واقعہ درج کرتے ہیں۔ تاکہ "پیغام صلح" بتا سکے۔ کہ اسکی کیا تاویل ہے۔

۱۷ اگست ۱۹۳۰ء کو سناتن دھرم سبھا راولپنڈی نے بعض نمائندگانِ مذاہب کو حضرت کرشنؑ کی زندگی پر تقریر کرنے کی دعوت دی۔ راقم الحروف بھی اسی غرض سے کوہ مری سے راولپنڈی آیا۔ لیکچر ہو گئے۔ اس کے بعد واپسی پر فریق لاہور کے اصحاب سے بعض باتیں ہوتی رہیں۔ خاتمہ سخن پر میاں فضل کریم صاحب ٹھیکیدار پریذیڈنٹ غیر مبائعین نے ہمارے احباب سے کہا۔ کہ جناب خان صاحب فرزند علی صاحب امام احمدیہ مسجد لندن کی ملازمت و تاریخ و پیدائش وغیرہ کے متعلق بعض امور دریافت طلب ہیں۔ آپ کو معلوم ہوں۔ تو بتا دیں۔ اس دریافت کی وجہ پوچھنے پر آپ نے فرمایا۔ کہ بعض اور غیر احمدیوں اور خانصاحب کا نام۔ . . . . کے لئے پیش ہونے والا ہے۔ ٹھیکیدار صاحب نے کاغذات مجھے دیئے ہیں۔ تاکہ میں تحقیقات کر کے کاغذات مکمل کر کے بھجوا دوں۔

اس وقت کے مناسب ان کو جواب دے دیا گیا۔ لیکن ابھی تک یہ معمہ حل نہیں ہو سکا۔ کہ خان صاحب جماعت احمدیہ راولپنڈی کے امیر اور ایک معزز عہدہ پر رہ چکے ہیں۔ گورنمنٹ کے دفتر میں ان کا سارا ریکارڈ موجود ہے۔ کیا ان کے متعلق تحقیقات کے لئے غیر مبائعین کا پریذیڈنٹ ہی موزوں تھا۔ دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ یا تو ٹھیکیدار صاحب نے غلط بیانی کی ہو جس کی ہمیں امید نہیں۔ اور کوئی وجہ بھی نہیں۔ یا پھر تھانہ کے ساتھ اس عنصر کے خاص تعلقات ہوں۔ کیا مدیر پیغام بتا سکیں گے۔ کہ "کار خاص" کی کیا تعریف ہے؟

ہم نے یہ واقعہ جناب مولوی محمد علی صاحب پر زد کی خاطر ذکر نہیں کیا۔ بلکہ بر سبیل تذکرہ اس کا ذکر آ گیا ہے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب موصوف اہل پیغام کی نظروں میں واجب الاطاعت امیر نہیں۔ اور عملاً بھی انہوں نے ان کی اطاعت ضروری نہیں سمجھی۔ اور قرآن مجید فرماتا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ (خاکسار۔ ابوالعطاء جالندھری)

ہند و راج کے منصوبے

احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ میں نے اپنے بزرگوں اور دوستوں کے پیہم اصرار اور مشورہ کے بعد "ہند و راج کے منصوبے" کے انگریزی ترجمہ کا بھی انتظام کیا ہے۔ خدا نے چاہا۔ تو یہ کام جلد سرانجام پا جائیگا۔ احباب کرام کو چاہیئے۔ کہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں اس کی خریداری کے لئے تحریک فرما کر خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ کہ انہیں کتنی کتنی تعداد درکار ہوگی۔ حجم سوا دو سو صفحہ کے قریب ہوگا مگر کوشش کی جائے گی۔ کہ قیمت ۸ر (آٹھ آنہ) سے زیادہ نہ ہو۔ تاکہ آسانی سے ہر ایک خرید کر تقسیم کر سکے۔

اس کتاب کا سندھی اور گجراتی میں بھی ترجمہ ہو رہا ہے۔ اور خدا نے چاہا۔ تو اس کے بعد بنگالی۔ مالاباری۔ پشتو اور فارسی تراجم بھی جلد شائع کئے جائیں گے۔

(خاکسار۔ ملک فضل حسین مصنف ہند و راج کے منصوبے)

دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے

ماہ ستمبر ۱۹۳۰ء میں جن مخلصین نے اپنی اپنی وصیت کا کل حصہ یا اس کا کوئی جز داخل کیا ہے۔ میں ان کے نام شکریہ اور محبت بھرے دل کے ساتھ شائع کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان محب احباب کی اس مالی خدمت کو جو محض للہی جوش سے اور خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ طریق کے ماتحت کی گئی ہے۔ اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ اور دوسرے احباب جماعت کو بھی توفیق بخشے۔ کہ وہ اپنے مالوں سے خدمت اسلام کر سکیں۔ اور اپنے دوسرے بھائیوں کے لئے نمونہ بنیں۔ اور اپنے آپکو دوسرے اجر کا مستحق بنائیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی نوحؑ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "انجیل میں کہا گیا ہے۔ کہ تم اپنے نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے دکھلانے کے لئے نہ کرو۔ مگر قرآن کہتا ہے۔ کہ تم ایسا مت کرو کہ اپنے سارے کام لوگوں سے چھپاؤ۔ بلکہ تم حسب مصلحت بعض اپنے نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجا لاؤ۔ جبکہ تم دیکھو کہ پوشیدہ کرنا تمہارے نفس کیلئے بہتر ہے۔ اور بعض اعمال دکھلا کر بھی کرو۔ جبکہ تم دیکھو۔ کہ دکھلانے میں عام لوگوں کی بھلائی ہے۔ تا تمہیں دو بدلے ملیں۔ اور تا کمزور لوگ کہ جو ایک نیکی کے کام پر جرأت نہیں کر سکتے۔ وہ بھی تمہاری پیروی سے اس نیک کام کو کریں۔"

غرض خدا نے جو اپنے کلام میں فرمایا۔ سراً و علانیۃً یعنی پوشیدہ بھی خیرات کرو۔ اور دکھلا دکھلا کر بھی۔ ان احکام کی حکمت اس نے خود فرما دی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ نہ صرف قول سے لوگوں کو سمجھاؤ۔ بلکہ فعل سے بھی تحریک کرو۔ کیونکہ ہر جگہ قول اثر نہیں کرتا۔ بلکہ اکثر جگہ نمونہ کا بہت اثر ہوتا ہے۔

فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) مولوی عبدالمغنی خان صاحب ناظر بیت المال — [illegible] جزو
(۲) مسماۃ غریب بی بی صاحبہ زوجہ مستری عبدالعزیز صاحب امرتسر — [illegible] جزو
(۳) چوہدری دولت خان صاحب کالا گڑھ — [illegible] "
(۴) سیٹھ محمد غوث صاحب حیدر آباد دکن — [illegible] "
(۵) بابو اعجاز حسین صاحب دہلی — [illegible] "
(۶) مسماۃ ہاجرہ بیگم صاحبہ زوجہ ڈاکٹر محمد شفیع صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ سرجن گوجرانوالہ — [illegible] "
(۷) مسماۃ حسینہ بیگم صاحبہ زوجہ مولوی عبیداللہ صاحب بسمل قادیان — [illegible]

(سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی قادیان دارالامان)

وقت تھوڑا ہے۔ جلدی کیجئے۔ فرمائشیں جلد بھیجئے۔ توقف سے کام لیا۔ تو ممکن ہے۔ آپ کی فرمائشوں کی تعمیل نہ ہو سکے:

”برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول“

تین حصّے:

ان میں سے ایک حصہ میں غیر مسلم مردوں اور عورتوں کے ملے جلے مضامین اور نظمیں ہیں۔ ایک حصہ میں صرف غیر مسلم مردوں کے مضامین اور نظمیں ہیں۔ اور آخری حصہ میں یہ جدت ہے۔ کہ اس میں صرف غیر مسلم عورتوں کے مضامین اور نظمیں ہیں۔ یہ رسائل کس قدر ضروری، مفید، موثر اور اپنے مقصد میں کامیاب کہے جا سکتے ہیں۔ اس کے متعلق گذشتہ اشاعت میں بزرگان سلسلہ کی چند رائیں نقل کی گئی تھیں۔ اور آج سلسلہ احمدیہ کی چند نہایت ہی محترم خواتین کے ریویو درج کئے جاتے ہیں۔ امید ہے۔ ہماری جماعت کے تمام لکھے پڑھے بھائی اور بہنیں مندرجہ ذیل راؤں کو پڑھکر ان گرانقدر اور مفید رسائل کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینگے۔ اور عند اللہ و عند الناس ماجور ہونگے:

حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی رائے:۔ ملک فضل حسین صاحب مہاجر کی تصنیف ”برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول“ میں نے پڑھی ہے۔ مؤلف نے جس محنت اور جانفشانی سے غیر مسلم محققین اور محققات کی آراء کو جمع کیا ہے۔ وہ نہایت قابل قدر ہے۔ اس زمانے میں مخالفین اسلام کی طرف سے جو غلط پروپیگنڈا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا جا رہا ہے۔ اس کے اثر کو زائل کرنے کے لئے ایسی تصنیفات مفید ہو سکتی ہیں یہ مضامین اس لائق ہیں۔ کہ غیر مسلموں میں ان کی جتنی بھی زیادہ ممکن ہو۔ اشاعت کی جاوے۔ تاکہ انہیں معلوم ہو۔ کہ دنیا میں محمدؐ نام کی اصل مستحق فخر کائنات ہی کی ذات والا صفات ہے جن کی حمد اور تعریف اپنے ہی نہیں۔ بلکہ غیر بھی کرتے ہیں۔ امید ہے۔ کہ خواتین سلسلہ ان رسائل کی اشاعت میں پورا پورا حصہ لیں گی“

اہلیہ محترمہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب:۔ کسی کتاب پر تعریفی الفاظ میں تقریظ کرنے سے جو ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔ ان تمام کا پورے طور پر احساس رکھتے ہوئے میں ملک فضل حسین صاحب مہاجر کی تازہ تصنیف ”برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول“ کے متعلق کامل وثوق سے کہہ سکتی ہوں۔ کہ یہ کتاب اپنے عمدہ مضامین اور نتائج کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ اور مفید ہے۔ مصنف نے نہایت جانفشانی کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تمام ان مختلف آراء کو یکجا جمع کر دیا ہے۔ کہ جن میں حضور کی ذات اقدس کے متعلق غیر مسلم مردوں اور عورتوں نے دیانتداری کے ساتھ ریمارک کئے ہیں۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں۔ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوئے۔ اور وہ بھی کہ جو حضور کے بعد ہوئے۔ پھر وہ بھی ہیں۔ کہ جو مشرق کے رہنے والے ہیں۔ اور وہ بھی کہ جو یورپ اور دیگر ممالک غربیہ کے بسنے والے ہیں۔ اور اس اعتبار سے یہ کتاب تمام دنیا کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ مصنف کی یہ محنت قابل داد ہے۔ اور اس کی صورت یہی ہے۔ کہ اسے کثرت سے خرید کر تقسیم کیا جاوے۔ جو اس زمانے میں تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ رسول مقبول علیہ السلام کی ذات ستودہ صفات سے عقیدت اور اخلاص رکھنے والوں سے میں پرزور اپیل کرتی ہوں۔ کہ وہ مصنف کی حوصلہ افزائی فرمائیں:

محترمہ استانی سکینۃ النساء صاحبہ:۔ ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر نے ”برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول“ نام سے ایک مفید ملک و ملت سلسلہ رسائل شروع کیا ہوا ہے۔ جس کا یہ حصہ چہارم ہے۔ اس میں تمام آرا کو جمع کر دیا ہے۔ جو ملک صاحب کو تعلیم یافتہ غیر مسلمہ خواتین کی لکھی ہوئی دستیاب ہو سکی ہیں۔ جو کہ ایک نہایت ہی نادر مجموعہ ہے۔ جسے پڑھکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان کا سکہ ہر سعید روح اور حق طلب قلب پر پڑتا ہے۔ ملک صاحب اس تالیف کیلئے مبارکباد اور قدردانی کے مستحق ہیں۔ اور امید ہے۔ کہ خواتین سلسلہ احمدیہ بالخصوص اور دیگر تعلیم یافتہ مستورات علی العموم اس کتاب کی اشاعت میں سرگرم حصہ لیکر عند اللہ ماجور ہونگی:

ہمیں امید ہے۔ کہ ان بلند پایہ خواتین سلسلہ کی مندرجہ بالا آراء کو پڑھکر کوئی بھائی اور بہن بھی ان رسائل کو منگوانے، ان کے پڑھنے اور دوسروں تک پہونچانے میں دیر نہ کریگا۔ وقت بالکل تھوڑا اور تعداد بھی قلیل ہی رہ گئی ہے۔ ہماری بہنیں اور بھائی جلد سے جلد منگوالیں۔ ورنہ بعد میں انہیں ضرور افسوس ہوگا:۔ قیمت فی نسخہ ۵ر ایک روپے کے چار۔ پچاس یا سو کے خریداروں کو فی نسخہ ۳ر

ملنے کا پتہ:۔ بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

ہندو راج کے منصوبے

اس معرکۃ الآراء کتاب کا پانچواں ایڈیشن بھی ختم ہو گیا۔ اب چھٹا ایڈیشن چھپا ہے۔ دوستوں کو چاہئے کہ اپنی اپنی فرمائشیں جلد بھیجیں خدا کے فضل سے اس مقبول عام کتاب کا انگریزی، سندھی اور گجراتی زبان میں بھی ترجمہ ہو رہا ہے۔ جو انشاء اللہ جلد چھپ جائینگے۔ اردو ایڈیشن کی قیمت فی نسخہ ۲ر ایک روپیہ کے تین۔ سو کی قیمت بیس روپے:

(ملنے کا پتہ:۔ بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان)

زرنگار امیرانہ جوتیاں: پہنیئے کیونکہ ہم نے محصولڈاک نصف کر دیا ہے۔ اور یہ جوتیاں مقابلتاً دیرپا خوشنما اور ارزاں ہیں۔ ان پر سنہری کام نہایت وضعداری کیا گیا ہے۔ قیمت درجہ خاص ۴ درجہ اول ۳ درجہ دوم ۲ درجہ سوم صرف ۲ جوڑہ کے ۸ زائد ہونگے ملنے کا پتہ: سلطان سپلائی اسٹور شوز مینوفیکچرز لدھیانہ (پنجاب)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نور الدین رضہ صاحب مرحوم شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے (عہ)

شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ یکدفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا؛

حب مقوی اعصاب

فولادی گولیاں

یہ گولیاں پٹھوں کو طاقت دیتی ہیں۔ بدن کی عام کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر تمام بدن کا درد۔ ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ یہ گولیاں خون پیدا کرنے چہرہ کو تواناں بنانے رنگ سرخ کرنے اور دماغ کے لئے خاص علاج ہیں؛

قیمت پچیس گولیاں ایک روپیہ؛

وصیت

نمبر ۳۲۶۵: میں آمنہ بی بی زوجہ ناصر الدین قوم راجپوت طور پیشہ زرگر عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن چک ۳۴۲/۱۴۲ امرایہ ڈاک خانہ ۲۲۹ بولا تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ر جنوری ۱۹۳۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے۔ مبلغ ۵۰ روپے حق مہر اور چار تولہ زیور طلائی کی قیمت مبلغ ۸۰ روپے موجودہ ہے اور ۵۰ روپے مہر کل رقم ۱۳۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ مذکورہ جائداد کے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کے کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھ دیتی ہوں۔ کہ میرے مرنیکے بعد اگر کوئی میری جائیداد ثابت ہو۔ تو اسکے ۱/۵ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد: آمنہ بی بی زوجہ ناصر الدین۔ گواہ شد: عبد الحق ولد ناصر الدین گواہ شد: بقلم خود فضل حق ولد ناصر الدین؛

منجن نورانی

یہ منجن عجیب صفت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضہ کا نسخہ ہے۔ دانت مضبوط مثل میخ فولادی ہو جاتے ہیں۔ اور موتیوں کی طرح چمکتے ہیں۔ درد کیڑا۔ خون نکلنا۔ بدبو۔ گوشت خورہ وغیرہ دانتوں۔ مسوڑوں کی خدا کے فضل سے کوئی مرض باقی نہیں رہتی۔ سینے پر جا ہوا غلیظ مواد بلغم خوب خارج کرتا ہے۔ دماغ اور آنکھیں روشن کرتا ہے۔ اس کے مسلسل استعمال سے بدن کے کئی روگ دفع ہوتے ہیں۔ خوش رنگ اور خوش ذائقہ ہے۔ یہ منجن سب منجنوں کا سردار ہے۔

قیمت فی ڈبیہ صرف ۱۲؍ علاوہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ

منیجر کوہ نور ٹریڈنگ کمپنی لال کرتی میرٹھ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— بمبئی میں ۱۶ر تاریخ کو جدید کانگریس ہاؤس کا افتتاح ہوا۔ چونکہ مسلسل امن قائم ہے۔ اس لئے تمام کارخانوں کے علاقوں سے فوج واپس بلالی گئی ہے۔ شہر میں ۳ دن سے ہڑتال شروع ہے۔ کل کی ۱۸۰ گرفتاریوں کے علاوہ آج دو سو پچاس اشخاص گرفتار کئے گئے۔ جس میں بلدیہ بمبئی کے صدر کا لڑکا بھی شامل ہے۔ بعد دوپہر پولیس نے جدید کانگریس ہاؤس پر چھاپہ مارا۔ اور سامان ضبط کر لیا۔

—— مقدمہ سازش لاہور کے سلطانی گواہ جے گوپال کو حکومت کی طرف سے ایک ریوالور دیا گیا ہے۔ تاکہ وہ اپنی حفاظت کے لئے استعمال کر سکے ؂

—— ملتان میں پشاور کے چونتیس پٹھانوں کے خلاف پرانے سنٹرل جیل فساد کی بناء پر جس میں ڈپٹی جیلر شدید مجروح ہوا تھا۔ اور ایک قیدی زخموں سے ہلاک ہو گیا تھا۔ سنٹرل جیل میں مقدمہ کی سماعت شروع ہو گئی ہے۔ قیدی اردو زبان نہیں جانتے۔ انہوں نے ایک ترجمان طلب کیا جو مہیا کر دیا گیا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ فساد اس وجہ سے ہوا تھا۔ کہ ڈپٹی جیلر نے قیدیوں کو اذان سے روکنے کی کوشش کی تھی ؂

—— لندن سے ۱۵ر اکتوبر کی خبر ہے۔ کہ یہاں اس امر کا قطعی یقین دلایا گیا ہے۔ کہ لارڈ ارون اپنے عہدہ کی توسیع منظور نہیں کریں گے۔ یہ بھی افواہ ہے۔ کہ سر ہربرٹ سیموئل آپ کے جانشین اور آئندہ وائسرائے ہند ہونگے ؂

—— برلن ۱۵ر اکتوبر۔ برلن کے دو سو چھہتر کارخانوں میں دھات کا کام کرنے والے ایک لاکھ ۲۰ ہزار کارکنوں نے اجرتوں کی تخفیف کے خلاف بطور احتجاج ہڑتال کر دی ؂

—— لندن کے رجسٹریشن آفس میں سر ابراہیم سلطان ہوجو اور مسز ہیلین ولن کی شادی کا نوٹس موصول ہوا ہے دولہا سلطان کی عمر اس وقت ستاون سال کی ہے۔ اور وہ ملایا کی ایک متمول ریاست کے فرمانروا ہیں۔ دلہن کی عمر ۲۸ سال کی ہے ؂

—— ہواباز کنگسفورڈ سمتھ جو ۹ر تاریخ کو صبح کے وقت لندن سے روانہ ہوئے تھے۔ ۱۳ر کو پانچ بجے کراچی پہونچ گئے۔ اور آپ نے لندن سے کراچی تک ساڑھے چار دن میں پرواز کر کے نیا ریکارڈ قائم کیا ہے ؂

—— مسوری سے پنڈت جواہر لال نہرو نے مسٹر سبھاش چندر بوس کو حسب ذیل تار دیا:۔ "پتا جی کی صحت تسلی بخش نہیں ہے۔ یہ تشویش کا باعث بن رہی ہے ؂

—— شملہ کے سیاسی حلقوں میں یہ خیال کیا جا رہا ہے۔ کہ پنڈت جواہر لال نہرو کی رہائی سے ہندوستان کی تحریک آزادی کو بہت تقویت حاصل ہوئی ہے۔ شاید آپ کو دو چار دن کے اندر ہی گرفتار کر لیا جائے ؂

—— اطلاع ملی ہے۔ کہ پنجاب کونسل کا پہلا اجلاس اس مہینے کے تیسرے ہفتے میں منعقد ہو گا۔ ابھی تک ٹھیک تاریخ کا اعلان نہیں ہوا ؂

—— انڈین ڈیلی میل کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ باردولی تعلقہ کے پانچ گاؤں کا پولیس محاصرہ کئے ہوئے ہے۔ کوئی آدمی نہ گاؤں سے باہر آ سکتا ہے۔ نہ ہی کسی گاؤں میں داخل ہو سکتا ہے ؂

—— ڈپٹی انسپکٹر جنرل خفیہ پولیس نے اس شخص کے لئے ۱۰ ہزار روپیہ کے انعام کا اعلان کیا ہے۔ جو خان بہادر عبد العزیز سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حملہ آور یا حملہ آوروں کا سراغ لگائے ؂

—— امرتسر میں ۱۲ر اکتوبر کو ایک دوکان پر بعض قومی کارکن موجودہ سیاسی صورت حالات پر بحث و تمحیص کر رہے تھے۔ کہ پولیس کا ایک جاسوس ان کی گفتگو کو سننے کے لئے بوری میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ جو پاس ہی رکھی تھی۔ ایک صاحب بوری کو ہٹتے چلتے دیکھ کر آگے بڑھے۔ اور پولیس کے جاسوس کو چھپے ہوئے دیکھ لیا ؂

—— نئے وزراء سے جمعرات کی صبح کو حلف وفاداری لیا گیا۔ جس کے بعد انہوں نے اپنے اپنے محکموں کا چارج سنبھال لیا ؂

—— بمبئی ۱۶ر اکتوبر۔ کانگریس بلیٹن گرفتاریوں اور چھاپوں کے باوجود برابر وقت پر نکل رہا ہے ؂

—— ۷ر اکتوبر کو طبیہ کالج دہلی کی ہڑتال ختم ہو گئی۔ بورڈ نے کالج کھولنے کا حکم دے دیا ہے ؂

—— بحرین کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ بعض ایرانیوں کو اس الزام میں زیر حراست کر لیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے عامۃ الناس کو اس درخواست پر دستخط کرنے کے لئے ترغیب دی۔ جس کو جمعیۃ الاقوام کے روبرو پیش کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا۔ اور جو جزیرہ بحرین اور خلیج فارس کے علاقہ میں برطانوی حقوق کے منافی تھی ؂

—— ایک برطانی کمپنی کا ارادہ ہے۔ کہ ایک ریلوے لائن ایسی تعمیر کی جائے۔ جس سے بلاد اسلامیہ کا سفر آسانی کے ساتھ ہو سکے۔ یہ ریلوے لائن پورٹ فواد (مصر) سے شروع ہو گی اور معان، صحرائے عرب، بصرہ، شیراز، کرمان اور نوشکی تک جائے گی۔ نوشکی اس ریلوے لائن کا جنکشن ہو گا۔ جو ساحل ہند (کراچی وحیدر آباد) سے جاری کی جائے گی۔ بصرہ سے آگے اس لائن کی ایک اور شاخ ہو گی۔ جو کویت (ساحل خلیج فارس) تک جائیگی ؂

—— چند ماہ ہوئے۔ امان اللہ خان نے سوئٹزرلینڈ کے ایک جوہری کو بلا کر جواہر کا ایک صندوقچہ دکھایا۔ لیکن اس میں ایسے کم قیمت جواہر تھے۔ کہ جوہری ان کی خریداری پر آمادہ نہیں ہوا۔ امان اللہ خان نے یہ دیکھ کر کہ یورپ کا سفر ناگزیر ہے۔ ہندوستان میں چند عہدیداروں کو جواہرات کی خریداری کے لئے مامور کیا تھا۔ لیکن انہوں نے دھوکہ دیا ؂

—— تازہ خبر یہ ہے۔ کہ آفریدیوں کے لشکر پشاور کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور پہاڑی غاروں پر جہاں وہ رہ کر حملے کیا کرتے ہیں۔ قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ خلافتی ایجنٹ اپنی سرگرمیوں میں بدستور مصروف ہیں۔ انگریزی افواج کی بھری ہوئی ٹرینیں پشاور میں پہونچ رہی ہیں۔ جن سے پایا جاتا ہے۔ کہ سرحد پر عنقریب کوئی مہم جاری ہونے والی ہے ؂

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ کنگ نادر خان نے تمام وزیریوں کو جنہوں نے بچہ سقہ کے خلاف ان کی امداد کی تھی۔ تین تین صد روپیہ انعام دیا ہے ؂

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ پریس آرڈی نینس اور پکٹنگ آرڈی نینس کی میعاد ختم ہو جانے کے بعد پھر اسی وقت جاری نہیں کر دیئے جائینگے۔ بلکہ گورنمنٹ دو ماہ تک انتظار کریگی۔ اور ملک کے حالات کا مطالعہ کرے گی۔ اس کے بعد اگر پھر ضرورت محسوس ہوئی۔ تو ان آرڈی نینسوں کو جاری کر دیا جائیگا ؂

—— لاہور ۱۷ر اکتوبر کو لوہاری دروازہ کے باہر ایک نوجوان جس نے ترکی ٹوپی اوڑھی ہوئی تھی۔ گرفتار کیا گیا۔ مختلف آدمیوں کے اس کے وطن کے متعلق پوچھنے پر اس نے مختلف جگہیں بتائیں۔ جس کی بناء پر اسے گرفتار کیا گیا۔ جس پر اس نے انقلاب زندہ باد کے نعرے شروع کر دیئے

—— لاہور ۱۵ر اکتوبر کو ۳۰ قیدیوں نے تحریری عہد کیا۔ کہ وہ آئندہ حکومت کے خلاف کسی مظاہرے میں شریک نہ ہونگے۔ جس کی بناء پر ان کو رہا کر دیا گیا ؂

—— کلکتہ ۱۰ر اکتوبر کو ایک جہاز کے ایک ملازم کے پاس سے چھ ہزار روپے کی کوکین برآمد ہوئی۔ عدالت نے اسے ایک سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی ؂

—— نئی دہلی ۱۴ر اکتوبر کی اطلاع ہے۔ کہ آل انڈیا کرکٹ ٹورنامنٹ ۹ر نومبر کو شروع ہو گا۔ اور فائنل میچ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳ر نومبر کو کھیلا جائیگا ؂

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)